بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سبطِ نبیؐ سے منزلِ مقصد قریب ہے ۱ آرام گاہِ جانِ محمدؐ قریب ہے
مَولَد تو دُور رہ گیا مشہد قریب ہے جس جا لحد بنے گی وہ سرحد قریب ہے
جاتے ہیں آپ خلق کی مشکل کشائی کو
آئی ہے کربلا سے اجل پیشوائی کو

ہے شورِ آمد آمدِ شاہِ فلک سریر ۲ فوجوں کی ہر طرف سے چلی آتی ہے بَہیر
دعوت کے واسطے ہیں سِنانیں لئے شریر حضرت کی پیش کش کو کمانیں ہیں اور تیر
پانی پہ چوکیاں ستم آرا بٹھاتے ہیں
دریا کے گھاٹ برچھیوں سے روکے جاتے ہیں

شُقّے گئے ہیں شام کے حاکم کے جابہ جا ۳ ہر پرگنے سے ہے طلبِ لشکرِ جفا
آکر اترتی جاتی ہیں فوجیں جدا جدا لیتا ہے جائزہ عُمرِ سعد بے حیا
غل ہے کریں گے قتل جو زہراؑ کے ماہ کو
انعام میں ملے گا دو ماہہ سپاہ کو

تیغیں سلاح خانے سے نکلی ہیں بیشمار ۴ ہے جا بہ جا درستیٔ اسبابِ کارزار
ہوتے ہیں لَیس تیروں کے دستے کئی ہزار خنجر ہوئے ہیں ذبح کو پیاسوں کے آبدار
نوکیں نکالی جاتی ہیں تیروں کی سان پر
پھل برچھیوں پہ چڑھتے ہیں، پرچم نشان پر

وہ سالکِ طریقِ ہدایت ہے شاد شاد ۵ ہے آرزو کہ جلد ملے گوہرِ مُراد
بہتے ہیں اشک، جوش پہ ہے بحرِ اتّحاد لب پر اُسی کا ذِکر ہے، دل میں اُسی کی یاد
معشوق کے سوا کوئی پیشِ نظر نہیں
یہ شوقِ وصل ہے کہ کسی کی خبر نہیں

وہ گرمیوں کے دن وہ پہاڑوں کی راہ سخت ۶ پانی نہ منزلوں، نہ کہیں سایۂ درخت
ڈوبے ہوئے پسینوں میں ہیں غازیوں کے رخت سَنولا گئے ہیں رنگِ جوانانِ نیک بخت
راکب عبائیں چاند سے چہروں پہ ڈالے ہیں
تونسے ہوئے سمند زبانیں نکالے ہیں

چلتی ہے لُوں، حرارتِ خورشید ہے دو چند ۷ مُرجھا گئے ہیں نخل، ہوا میں ہے یہ گزند
جھیلوں میں ہیں درند، درختوں پہ ہیں پرند ہے دھوپ میں رسولؐ کا فرزندِ ارجمند
غربت میں بے کسی ہے شہِ دیں پناہ پر
سایہ ہے آفتاب کا زہرؑا کے ماہ پر

وہ دن ہیں جن دنوں نہیں کرتا کوئی سفر ۸ صحرا کے جانور بھی نہیں چھوڑتے ہیں گھر
رنجِ مسافرت میں ہیں سلطانِ بحر و بر لب برگِ گُل سے خشک ہیں، چہرہ عَرَق میں تر
آتی ہے خاک اُڑ کے یمین و یسار سے
گیسوئے مُشک بار اَٹے ہیں غبار سے

معصوم پانی مانگتے ہیں رو کے بار بار　۹　اہلِ حرم ہیں محمل و ہودج میں بے قرار
گرمی سے جاں بہ لب ہے مِرا طفلِ شیر خوار　　بانوؔ پکارتی ہیں کہ یا شاہِ نامدار
کیونکر یہ دُکھ اٹھے چھ مہینے کی جان سے
گرمی ہے یا برستی ہے آگ آسمان سے

محمل میں گھُٹ گئی مجھے گودی میں لو ذرا　۱۰　چلّاتی ہے سکینہؑ کہ اچھے مِرے چچا
ٹھنڈی ہوا میں لے کے چلو تم پہ میں فدا　　بابا سے کہہ دو اب کہیں خیمہ کریں بپا
سایہ کسی جگہ ہے، نہ چشمہ، نہ چاہ ہے
تم تو ہوا میں ہو مِری حالت تباہ ہے

اس روز ثعلبیّہ میں شہ کا ہوا قیام　۱۱　جب طے ہوئی وہ منزلِ آفت قریبِ شام
ناقوں سے اترے آلِ نبیؐ با صد احترام　　اکبرؑ نے آن کر کیا پردے کا اہتمام
ڈوبے ہوئے عرق میں سبھوں کے لباس تھے
دل رُندھ گئے تھے، چاند سے چہرے اداس تھے

کچھ فاصلہ سے گرد فروکش ہوئی سپاہ　۱۲　اترے رفیقِ خاص قریبِ خیامِ شاہ
کرسی پہ جلوہ گر ہوا وہ عرش بارگاہ　　نکلا حرم سے حضرتِ خیر النسا کا ماہ
ہر نخل غیرتِ شجرِ طُور ہوگیا
صحرا خدا کے نور سے معمور ہوگیا

زردی تھی رخ پہ، گیسوؤں پر راہ کا غبار　۱۳　اُس دن بہت اداس تھا زہراؑ کا یادگار
کہتے تھے دیکھ دیکھ کے گردوں کو بار بار　　صحرا پہ گہہ نظر تھی، گہے سوئے کوہسار
کس کو نہ بے وطن کیا، کس پر جفا نہ کی
اے دہر تو نے آہ کسی سے وفا نہ کی

یہ کہہ کے رو رہے تھے شہِ دیں کہ ناگہاں ۱۴ ناقے پہ ایک شخص ہُوا دُور سے عیاں
عباسؑ سے یہ کہنے لگے شاہِ دوجہاں تم جلد اِس عرب کو بلا لاؤ بھائی جاں
تشویش ہے رسولِؐ خدا کے حبیب کو
کچھ پوچھنا ہے اس سے حُسینِ غریب کو

جلدی چلے یہ سنتے ہی حکمِ شہِ انام ۱۵ پاس اُس کے جاکے آپ نے کی سبقتِ سلام
ناقہ بٹھا کے کود پڑا تب وہ نیک نام عباسِؑ نامور نے یہ اس سے کیا کلام
آیا ہے تو جدھر سے اُدھر ہم بھی جاتے ہیں
اے شخص جلد چل تجھے آقا بلاتے ہیں

دیکھا جو رعب و دبدبہ و شوکت و جلال ۱۶ دستِ ادب کو جوڑ کے اس نے کیا سوال
ہے کون شخص آپ کا آقائے خوش خصال عباسؑ نے کہا کہ رسولِؐ خدا کا لال
نورِ نگاہِ فاتحِ بدرو حُنَین ہے
آقا کا میرے اسمِ مبارک حُسینؑ ہے

یہ سُن کے اشک آنکھوں سے اُس شخص نے بہائے ۱۷ چھاتی پہ ہاتھ مار کے بولا کہ ہائے ہائے
کیوں اس طرف کو سیدِ والا وطن سے آئے آفت سے نورِ چشمِ علیؑ کو خدا بچائے
سب اہلِ شر ہیں، کوفیوں کو اِن سے بیَر ہے
پھر جائیں آپ جانبِ یثرب تو خیر ہے

گھبرا گئے یہ سُنتے ہی عباسؑ باوفا ۱۸ فرمایا اے عرب ترے رونے کی وجہ کیا
مسلمؑ نے بھی یہ حال تو خط میں نہیں لکھا اُس نے کہا کہ اور ہے کچھ واں کا ماجرا
سب شہر پھر گیا ہے شہِ خاص و عام سے
کہنا ہے جو کہوں گا مُفصَّل امامؑ سے

پہنچا وہ جب قریبِ شہنشاہِ سر فراز ۱۹ تسلیم کر کے پاؤں پہ رکھا سرِ نیاز
ہاتھ اُس کا لے کے ہاتھ میں اُٹّھے شہِ حجاز بولا کنارے جا کے وہ اُمّت کا کار ساز
گر نیک ہو سفر تو وسیلہ ظفر کا ہے
آنا ہُوا کدھر سے ، ارادہ کدھر کا ہے

کی عرض اُس نے اے پسرِ سیدُالبشرؐ ۲۰ کوفے کے شہرِ شوم سے آتا ہوں میں اِدھر
فرمایا شہ نے ہے تجھے مسلمؑ کی کچھ خبر رونے لگا وہ مردِ مسافر جھکا کے سر
شہ بولے وجہ کیا جو ترا حال غیر ہے
جلدی بتا کہ میرے مسافر کی خیر ہے

گھبرا کے حال پوچھتے تھے شاہِ نامدار ۲۱ گر گر کے وہ قدم پہ یہ کہتا تھا بار بار
پھر چلیئے اب وطن کے طرف بہرِ کردگار کوفے میں سب ہیں عہد شکن اور ستم شعار
آلِ رسولؐ پاک پہ کیا کیا جفا نہ کی
یہ ہیں وہی جنھوں نے علیؑ سے وفا نہ کی

ہاتھوں کو جوڑتا ہوں میں شاہا!نہ جایئے ۲۲ بہرِ علیؑ و احمدؐ و زہراؑ نہ جایئے
اُس جا دغا ہے سیدِ والا، نہ جایئے آقا نہ جایئے، مِرے مولا نہ جایئے
کیا دُور ہے جو آ کے عدو سدِّ راہ ہوں
ایسا نہ ہو کہ آلِ محمدؐ تباہ ہوں

بچوں پہ رحم کیجیے یا شاہِ انس و جاں ۲۳ پہنچے نہ ان گلوں کو کہیں صدمۂ خزاں
بچھڑے نہ اس ضعیفی میں اکبرؑ سا نوجواں رکّھے خدا جہاں میں یداللہ کا نشاں
پھولا پھلا رسولِ خدا کا چمن رہے
روشن سدا چراغِ مزارِ حسنؑ رہے

۲۴ مطلب یہ ہے کہ یاں تلک آویں کسی نمط — یہ فکر ہے جو آپ کو لکھے ہیں سب نے خط
یہ خط نہیں ہیں، قتل کی تدبیر ہے فقط — مضموں بھی سب غلط ہیں، عبارت بھی سب غلط
حاکم کا مُدّعا ہے کہ ظلم و ستم کروں
گر جھوٹ ہو تو ہاتھوں کو اپنے قلم کروں

۲۵ مفسِد ہیں، بدطریق ہیں، بد اعتقاد ہیں — کوفی تمام مایۂ جَور و فساد ہیں
تیغیں اِدھر ہیں، دل سُوئے ابنِ زیاد ہیں — تربت میں فاطمہؑ کے رُلانے پہ شاد ہیں
بے ہمّتوں نے کون سا وعدہ وفا کیا
کیوں کر کہوں کہ مسلمِ بیکس سے کیا کیا

۲۶ آقا ہُوا شہید وہ مظلوم بے وطن — پھر بولا سر کو پیٹ کے با صد غم و محن
اور اب تلک بندھی ہوئی ہے پاؤں میں رسن — نیزے پہ سر ہے، جسم ہے بے گور و بے کفن
تربت نہیں نصیب تنِ پاش پاش کو
گلیوں میں لوگ کھینچتے پھرتے ہیں لاش کو

۲۷ مسلمؑ نے لی تھی گھر میں اُسی دوست کے پناہ — باقی جو تھا حضور کا غم خوار و خیر خواہ
مسلمؑ کے ساتھ وہ بھی ہُوا قتل بے گناہ — کوڑے لگے پہ منہ سے نہ کی اُس جری نے آہ
صادق جو تھے وفا میں تو کامل تھے عشق میں
دونوں کے سر روانہ ہوئے ہیں دمشق میں

۲۸ فرمایا بازگشت ہے سب کی سوئے خدا — شہ نے سُنا عرب سے جو یہ سارا ماجرا
باقی ہے کچھ جو ظلم وہ اب ہم پہ ہوئے گا — جو مسلمِ غریب پہ ہونا تھا ہوچکا
خواہانِ مرگ سبطِ رسالت مآبؐ ہے
اُن کا جہاں سے کوچ، مِرا پا تراب ہے

واُمسلِما! کہا کئی باری بہ حالِ زار ۲۹ یہ بات کہہ کے رونے لگے شاہِ نامدار
بھائی حُسینؑ تیری غریبی پہ ہو نثار فرماتے تھے کہ ہائے مِرے یارِ غم گُسار
میں جانتا تھا اب مِرے لینے کو آؤ گے
اس کی خبر نہ تھی کہ ہمیں چھوڑ جاؤ گے

مارے گئے وہاں کوئی جس جا نہ تھا حبیب ۳۰ دوڑے ہوئے جب آئے تم اس شہر کے قریب
کیسا سفر تھا ہائے مِرے قاصدِ غریب پردیس میں لحد بھی نہ تم کو ہوئی نصیب
تکتے تھے مجھ کو یاس سے منہ پھیر پھیر کے
کوفے میں لے گئی تھی اجل تم کو گھیر کے

شرمندہ ہے حُسینؑ تمھیں پہلے بھیج کر ۳۱ کوفی بدی کریں گے یہ مجھ کو نہ تھی خبر
اب ہم بھی آن پہنچے ہیں واں، تم گئے جدھر در پیش ہے ہمیں بھی اسی طرح کا سفر
رُتبے بڑے ہیں کُشتۂ اوّل کے واسطے
سبقت تو ہے ضرور ہراول کے واسطے

مسلمؑ کے دونوں بیٹوں کا پوچھا عرب سے حال ۳۲ اتنے میں روتے روتے جو کچھ آ گیا خیال
حارث کے ہاتھ آ گئے وہ دونوں نونہال اس نے کہا کہ کیا کہوں اے شاہِ خوش خصال
بے رحم نے یتیموں پہ کیا کیا ستم کئے
بازو بندھے تھے دونوں کے جب سر قلم کئے

حاکم کے آگے جاتے تھے وہ چھوٹے چھوٹے سر ۳۳ آتا تھا شہرِ کوفہ سے جس دم میں نوحہ گر
رُخ پر پڑی لٹکتی تھیں زلفیں اِدھر اُدھر آنکھیں کھلی تھیں چاند سے چہرے تھے خوں میں تر
ماتھوں سے آشکارا نشانِ سجود تھے
بے رحم کے طمانچوں سے عارض کبود تھے

خاموش رہ کہ صبر کی طاقت نہیں ہے اب ۳۴ فریاد کرکے کہنے لگے سرورِ عرب
دونوں یتیم بھی نہ بچے اُس کے، ہے غضب بندوں کا اختیار ہے کیا، جو رضائے رب
معلوم تھا کسے کہ تباہی یہ آئے گی
ماں اُن کی جب سُنے گی تو کیا خاک اُڑائے گی

وہ شخص دونوں ہاتھوں سے سر پیٹنے لگا ۳۵ رو رو کے پوچھا بچوں کی قبروں کا جب پتہ
تجہیز کیسی، قبر کُجا اور کفن کُجا کی عرض کچھ نہ پوچھئے اے ابنِ مُرتضیٰ
یوں دفن کم ہُوا ہے کوئی کائنات میں
خندق میں لاش باپ کی، بیٹے فرات میں

کہنے لگا وہ مردِ عرب چوم کر قدم ۳۶ یہ سُن کے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت بہ چشمِ نم
شہ نے کہا کہ جائیں گے مقتل پہ اپنے ہم اب کس طرف کا قصد ہے اے سرورِ اُمَم
منہ کو سِنان و تیغ سے موڑا نہ جائے گا
مجھ سے خدا کی راہ کو چھوڑا نہ جائے گا

نہوڑائے سر کو گھر میں گئے شاہِ دوجہاں ۳۷ رخصت ہُوا وہ مردِ مسافر بصد فغاں
حضرت کو روتے دیکھ کے گھبرائیں بی بیاں آنکھوں سے اشک ریشِ مبارک پہ تھے رواں
صدمے سے رنگ بانوئے بیکس کا فق ہوا
زینبؑ زمیں پہ اُٹھ کے گری، یہ قلق ہوا

قاسمؑ کی والدہ میں نہ مطلق رہے حواس ۳۸ کلثومؑ سر کو پیٹ کے آئی بہن کے پاس
سب سے زیادہ زوجۂ مسلمؑ کو تھا ہراس تکتی تھی منہ کو شہ کے سکینہؑ بہ چشمِ یاس
خیمے سے صحن تک جو گئی جا بجا گری
چہرے سے رنگ اُڑ گیا، سر سے رِدا گری

۳۹ سینوں میں دل دھڑکنے سے لرزاں تھے دست و پا — رونے سے شہ کے، ہوش کسی کے نہ تھے بجا
باہر سے یاں انھیں تو بلائے کوئی ذرا — کہتی تھی رو کے زوجۂ عباسؑ باوفا
پوچھو تو حال کیوں شہِ والا کا غیر ہے
کیا ہوگیا وطن میں تو لوگوں کی خیر ہے

۴۰ یارب مریضِ بیکس و تنہا کی خیر ہو — کبریٰؑ پکارتی تھی کہ صغریٰؑ کی خیر ہو
غربت میں قاصدِ شہِ والا کی خیر ہو — مسلم کی بیٹی کہتی تھی بابا کی خیر ہو
ہے ہے وطن سے آن کے وہ لُٹ گئے نہ ہوں
بھائی مِرے پدر سے کہیں چھُٹ گئے نہ ہوں

۴۱ ہے دل میں شہ کے سب سے زیادہ تمھارا پیار — کہتی کبھی سکینہؑ سے رو کر وہ بے قرار
حضرت مجھی کو دیکھ کہ روتے ہیں بار بار — وجہِ بُکا تو پوچھو بہن تم پہ میں نثار
پڑتا ہے دل میں شک مِری چھاتی دھڑکتی ہے
رہ رہ کے غم کی آگ جگر میں بھڑکتی ہے

۴۲ بھیّا مجھے بتاؤ تو رونے کی وجہ کیا — اتنے میں بڑھ کے شاہ سے زینبؑ نے یہ کہا
بیٹوں سمیت قتل ہُوا ابنِ عم مِرا — فرمایا شاہ نے کہ بہن قہر ہوگیا
مسلمؑ سے کوفیوں نے بڑی بے وفائی کی
گاڑی نہ لاش بھی مِرے مظلوم بھائی کی

۴۳ رنڈسالہ اس کو دو کہ نہ اُس کو ملا کفن — پیٹو کہ رانڈ ہوگئی عباسؑ کی بہن
اب ہم نہ پھر کے جائیں گے ہم سے چھُٹا وطن — مارا گیا مِرے لئے ہے ہے وہ صف شکن
آ پہنچی فصل فاطمہؑ کے خاک اُڑانے کی
زینبؑ یہ ابتدا ہے مِرے مارے جانے کی

۴۴
بانو نے ساتھ زوجۂ مسلمؑ کے کھولا سر
سمجھو تم اس خبر کو مِرے قتل کی خبر
بیکس تھا وہ، شریکِ عزا ہو تمام گھر
پُرسے کو آئی زوجۂ عباسِؑ نامور
رنڈسالہ بی بیاں اُسے جس دم پنہائیں گی
امّاں نکل کے قبر سے پُرسے کو آئیں گی

۴۵
چھاتی کو جب وہ پیٹے تو یہ سر پہ خاک اُڑائے
کہہ دو سکینہؑ دخترِ مسلمؑ کے پاس جائے
باپ اُس کا مرگیا ہے، گلے سے اُسے لگائے
کبریٰ برابر اُس کے، زمیں پر پچھاڑیں کھائے
ہم بھی خدا کی راہ میں اب قتل ہوئیں گے
اک دن اسی طرح ہمیں سب مِل کے روئیں گے

۴۶
چلّائی رو کے زوجۂ مسلمؑ کہ ہے ستم
یہ سن کے چھاتیوں کو لگے پیٹنے حرم
فریاد ہے کہ رانڈ ہوئی میں اسیرِ غم
مارا گیا سفر میں غلامِ شہِ زمن
صدمے اجل کے تین دموں پر گزر گئے
وارث بھی مر گئے، مِرے بچے بھی مر گئے

۴۷
دیکھا بہن تڑپتی ہے سر ننگے خاک پر
غل سُن کے آئے خیمے میں عباسِؑ نامور
بولے قریب آ کے خدا پر کرو نظر
دل غم سے ٹکڑے ہوگیا روئے جھکا کے سر
سمجھیں گے اُن سے، قاتلِ مسلمؑ نظر میں ہیں
پیٹو نہ سر کو، سیّدِ والا سفر میں ہیں

۴۸
لازم نہیں تمھیں کہ بھرے گھر میں کھولو بال
وابستہ جس کے دم سے ہو، اُس کا رہے خیال
مانگو دعا جہاں میں رہے فاطمہؑ کا لال
ہم سب غلام جن کے ہیں، دیکھو تو اُن کا حال
لازم ہے تم کو صبر، کہ دنیا میں نام ہو
اُس کا زہے شرف کہ نثارِ امام ہو

مسلمؑ ہوئے ہَراوَلِ فوجِ شہِ انام ۴۹ دنیامیں تا قیامِ قیامت رہے گا نام
کیا نیک کوُچ تھا کہ ہُوا خُلد میں مقام مخدومۂ جہاں انھیں روئیں گی صبح و شام
ماں سے سِوا شفیق ہیں اور حق شناس ہیں
بچے تمھارے فاطمہؑ زہرا کے پاس ہیں

شوہر تمھارا صاحبِ عزّت تھا اے بہن ۵۰ حُلّے مِلے بہشت میں، پایا نہ گر کفن
زخموں کے بدلے ہاتھ لگا خُلد کا چمن ہمسایۂ رسول مِلا، گو چھُٹا وطن
راضی علیؑ ہوں، شاد خدا کا حبیبؐ ہو
مانگو دعا کہ ہم کو یہ دولت نصیب ہو

مسلمؑ کا خوں جو راہِ خدا میں ہُوا سبیل ۵۱ پہنچا کنارِ کوثر و تسلیم و سلسبیل
تائیدِ ذوالجلال سے رُتبہ ہُوا جلیل عاقل کمال تھا پسرِ حضرتِ عقیل
سمجھو نہ یہ سفر کی تباہی میں مر گیا
زندہ ہے وہ جو راہِ الٰہی میں مر گیا

سمجھا تے تھے بہن کو یہ عباسِؑ نامور ۵۲ روتے تھے سر جھکائے ہوئے شاہِ بحرو بر
مسلمؑ کو یاد کرکے حرم پیٹتے تھے سر بیٹی پکارتی تھی کہ ہے ہے مِرے پدر
تم بِن ہماری زیست کی صورت بگڑ گئی
بیٹوں کو ساتھ لے گئے، بیٹی بچھڑ گئی

شورو بُکا ذرا نہ ہُوا کم تمام رات ۵۳ سویا نہ کوئی خیمے میں اِک دم تمام رات
تڑپا کئے امامِ دوعالَم تمام رات گھر میں رہا حُسین کے ماتم تمام رات
بس اے انیسؔ اب نہیں لکھنے کی تاب ہے
اِس آتشِ اَلَم سے کلیجہ کباب ہے